

جامعہ الازہر اور مصر سے رخصتی پر

[جامعہ الازہر قاہرہ میں تین سال تک تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد یہاں سے رخصت ہوتے وقت جامعہ کے کلیہ لغات و ترجمہ کی جانب سے ۲ جنوری ۲۰۱۱ء کو دی جانے والی الوداعی تقریب سے کہے گئے انگریزی خطاب کا اردو ترجمہ۔]

جناب ڈین صاحب، صدر شعبہ اردو، اساتذہ کرام کلیہ لغات و ترجمہ جامعہ الازہر، رفقاء محترم، میں آپ سب حضرات کا شکر گزار ہوں کہ آپ آج اس موقع پر جو کہ تین سالہ قیام کے بعد جامعہ الازہر میں میرا آخری دن ہے تشریف لائے اور میرے لیے اس دن کو یادگار بنایا۔

آج اپنے اس تین سالہ قیام کی تکمیل پر بیٹے ہوئے تین سالوں کے نقوش میری نگاہوں میں ابھر رہے ہیں، میں جب یہاں آیا تو ایک حد تک میرے لیے سب کچھ نیا تھا اور امکانات سے بھرپور، اور آج جب میں آپ سے رخصت ہو رہا ہوں تو میرے لیے کچھ بھی اجنبی نہیں ہے سوائے خود میرے کہ میں آپ کے لیے اجنبی تھا اور ایک اجنبی ہی کی حیثیت سے رخصت ہو رہا ہوں:

چو رخت خویش بر بستم ازیں خاک
ہمہ گفتند با ما آشنا بود
و لیکن کس ندانست ایں مسافر
چہ گفت و با کہ گفت و از کجا بود

* پروفیسر و صدر نشین مسند ظفر علی خان، ادارہ علوم ابلاغیات، جامعہ پنجاب، لاہور

رفیقان محترم آج اس موقع کی مناسبت سے شاید یہ بتانا مناسب ہوگا کہ تین برس قبل میں نے مصر کا انتخاب کیوں کیا.....؟ جامعہ الازہر میں مسند اردو و مطالعہ پاکستان کے لیے انتخاب کے موقع پر پاکستان کے وزیر تعلیم کی جانب سے مجھے بعض دوسری مساند اردو و مطالعہ پاکستان کی پیش کش بھی کی گئی تھی، لیکن میں نے موجود مساند میں سے اپنے لیے مصر اور اس میں سے بھی جامعہ الازہر کو منتخب کیا تو اس کے پس پردہ میرے کون سے خیالات کارفرما تھے.....؟

میں بجز اللہ ایک مسلمان ہوں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے قرآن حکیم کے الفاظ و مطالب پر غیر متزلزل یقین رکھتا ہوں قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ قرآن باقی رہے گا، سورہ حجر ۱۵: ۹ 'إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ' قرآن باقی رہے گا تو اسلام بھی باقی رہے گا، اسلام باقی رہے گا تو اس کی تہذیب بھی باقی رہے گی تہذیب کی بقا زبان سے وابستہ ہوتی ہے اس لیے عربی زبان بھی باقی رہے گی، گویا اسلام اور عربی زبان و تہذیب کی بقا ایک دوسرے سے وابستہ ہیں..... یہ ہے وہ وجہ جس کی بنا پر ہم اہل پاکستان عربی اور عربوں سے والہانہ محبت رکھتے ہیں۔ ہمارے لیے مصر عالم عرب میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتا ہے یہاں کا ادب، یہاں کی تاریخ، تمدن اور عالم عرب میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ملک ہونا وہ حوالے ہیں جو ایک پاکستانی کو اس کی طرف مائل کر سکتے ہیں اور یہی وہ عناصر ہیں جنہوں نے میرے یہاں آنے کے فیصلے، یہاں کی قدیم ترین جامعہ الازہر کا انتخاب کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا.....۔

حاضرین کرام! عالمی صورت حال پر نگاہ رکھنے والوں سے آج مسلمانوں کی صورت حال پوشیدہ نہیں تعلیم سائنس ٹیکنالوجی سیاست کسی بھی شعبے میں ہمارا شمار ترقی یافتہ قوموں میں نہیں ہو رہا اور مستقبل قریب میں بھی صورت حال تبدیل ہوتی دکھائی نہیں دے رہی اس لیے کہ ہمارے ذہین افراد اغیار کی خدمت میں مصروف ہیں ہماری جامعات جو علم و فن کے مراکز ہیں جہاں سے نئی نسلوں کے قافلوں کو امید اور روشنی کے پیامبر بن کر نکلتا چاہیے اپنی محلی سیاستوں کا شکار ہیں نوجوان فکر معاش سے بلند کسی سوچ کے حامل نہیں ہیں باصلاحیت نوجوانوں کا جو ہر ادراک فروختی مال بن چکا ہے اساتذہ اپنے مسائل کا شکار ہیں.....۔

ہم عجمی راہ نمائی کا تاج ہمیشہ سے عربوں کے سر پر رکھتے آئے ہیں آج بھی اہل عجم کی نگاہیں عربوں پر ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ چودہ صدیاں قبل جس قوم نے صحرا سے نکل کر روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا وہ شیر ایک بار پھر ہوشیار ہوگا اور دنیا کی تاریخ تبدیل کر دے گا..... لیکن بہت دیر ہو گئی شیر مسلسل خواب میں ہے..... میں اسی خواب کے تین سال دیکھ کر واپس جا رہا ہوں اس خواب کے ساتھ کہ یہ شیر کبھی تو ہوشیار ہوگا.....۔

میں نے اپنے زمانہ قیام مصر میں اپنی زبان اور قلم سے مسلسل اس شیر کو بیدار کرنے کی کوشش کی میں نے اپنا پیغام

اہل مصر کی سماعتوں تک پہنچا دیا..... اس امید کے ساتھ اس خواہش کے ساتھ کہ وہ صبح ضرور طلوع ہوگی، جب عالم اسلام ایک نئی کروٹ لے گا آج کل بھی میرا جو سلسلہ مضامین آپ کے ہاں شائع ہو رہا ہے جس کی آخری قسط میری مصر سے روانگی کے بعد شائع ہوگی، اس میں بھی میں نے اپنے مصر آنے کے فیصلے اور یہاں قیام کے حوالے سے اپنے تاثرات بیان کیے ہیں اور بتایا ہے کہ: مصر آنے کا فیصلہ کرتے ہوئے میرے پیش نظر عالم عرب میں مصر کی اہمیت اور اس کی قدیم تہذیب و تاریخ تھی۔ یہاں کے تین سالہ قیام میں میرا ہدف اسلام، عالم عرب اور پاکستانی زبان و تہذیب رہے۔ جامعہ الازہر میں تدریس ہو یا عرب ممالک کی سیاحت، میں نے عالم عرب کو وہ سبق یاد دلانے کی کوشش کی جو بظاہر فراموش کیا جا چکا ہے اس مقصد کے لیے سب سے موزوں آواز اقبال کی تھی جس نے عجمی ہونے کے باوجود خود کو عربوں کا شاعر قرار دیا۔ قیام مصر کے زمانے میں مجھے کئی بار اقبال کی یہ آواز سنائی دی کہ ”مصریان افتادہ در گرداب نیل“ اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہوتا رہا کہ آخر اقبال جیسا شاعر جس نے اہرام مصر اور ابوالہول کو اپنے فکا رانہ تخیل کا لمس عطا کیا اور نیل کے ساحل سے تابہ خاک کا شاعر مسلمانوں کے اتحاد کا خواب دیکھا، موزوں بے خودی میں ”در معنی این کہ ملت محمدیہ نہایت زمانی ندارد کہ دوام این ملت شریفہ موعودہ است“ کے زیر عنوان یہ کہنے پر کیوں مجبور ہوا کہ مصری امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکے اور ان کی ہڈیاں اہرام کے نیچے دب کر رہ گئیں:

مصر ہم در امتحان ناکام ماند

استخوان او تہ اہرام ماند

تاریخ عالم میں مصر کی اہمیت کو تسلیم کرنے اور مصر سے محبت کرنے والے ایک قاری کی حیثیت سے اس سوال کا جواب بھی مجھے اقبال ہی کے کلام میں ملا جس سے میں اپنے زمانہ قیام مصر میں اپنے قارئین کو آگاہ کرتا رہا جس پر مصری گزٹ The Egyptian Gazette کے شمارے گواہ ہیں۔

اب جبکہ اپنے تین سالہ قیام مصر کا دورانیہ مکمل کر کے واپس پاکستان جا رہا ہوں تو میرا ضمیر اس بات سے مطمئن ہے کہ میں نے اپنے قارئین کو تصویر کا حقیقی روپ دکھایا اور ایک ایسے راستے کی نشان دہی کی جس پر چل کر آج بھی انسانیت اپنی بھولی ہوئی منزل کو پاسکتی ہے۔

گزشتہ تین برس تک یہاں شائع ہونے والی میری تحریروں کے قارئین جانتے ہیں کہ میرا پیغام علم و فضل کی محبوبہ کو جو آج یورپ کے ہاتھوں میں جا کر شوخ و شنگ ہو چکی ہے واپس گھر لانے اور ایمان آشنا کرنے کا پیغام ہے۔ میں صورت حال سے مایوس ہونے کے بجائے اچھے مستقبل کی آمد پر یقین رکھتا ہوں..... اس لیے کہ اگر ہم سے رجائیت

بھی چھن گئی تو گویا ہم سے ساری خیر ہی چھن جائے گی.....۔

جامعہ الازہر میں اپنے تین سالہ قیام کی یادگار کے طور پر میں آج اپنی جانب سے پانچ سو چونسٹھ اردو، عربی اور انگریزی کتابوں کا تحفہ آپ کی لائبریری کو پیش کر رہا ہوں۔ یہ کتابیں جو میں نے ذاتی حیثیت میں فراہم کی ہیں، پاکستان اور اہل پاکستان کا پیغام محبت آپ تک پہنچاتی رہیں گی اور جہاں یہ آپ کی فیکلٹی کے طلبہ و طالبات کی تحقیق کی ضروریات کو پورا کریں گی وہاں آپ کو یہ بھی یاد دلاتی رہیں گی کہ کبھی ایک اجنبی آپ کی جامعہ میں آیا تھا جس نے تین برس آپ کی سماعتوں پر دستک دی تھی اور جو ایک اجنبی ہی کی حیثیت سے رخصت ہوا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com